

میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی      اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی  
ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے      غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی  
اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو      آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی  
عمر ہر چند کہ ہے برقی خرام      دل کے خوں کر نیکی فرصت ہی سہی  
ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں      نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی  
کچھ ڈرے اے فلکِ نا انصاف      آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی  
ہم بھی تسلیم کی خود الیں گے      بے نیازی تری عادت ہی سہی  
یار سے چھیڑ چلی جائے اسد      گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

۱۔ شرح : محبوب عاشق کے بیتا بانہ اظہارِ عشق پر کہتا ہے کہ یہ عشق ہے ؟ یہ تو وحشت و دیوانگی ہے ۔ عاشق جواب دیتا ہے ۔ ” بہتر، وحشت و دیوانگی ہی سہی اور میری دیوانگی بہر حال آپ کی شہرت کا باعث ہوگی ۔

۲۔ شرح : یہ مضمون مرزا غالب کا خاص ہے اور ایک سے زیادہ شعروں میں مختلف انداز میں کے ساتھ آچکا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر محبوب التفات کے بجائے دشمنی سے کام لے تو یہ بھی تعلق کی ایک صورت ہے اس لیے محبوب سے التجا کرتے ہیں کہ آپ ہم سے رشتہ تعلق نہ توڑیں ، اور کچھ نہیں تو دشمنی ہی قائم رکھیں ۔

اس مضمون کے بعض دوسرے اشعار ملاحظہ فرمائیے :

لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاؤ  
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا